پہاڑی وعظ

(ڈلہوزی کے پادری لیگسن سے گفتگو)

(جون ۱۹۱۱ء)

از

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریم

پہاڑی وعظ

انسان کو اپنی عمر میں کئی ایسے واقعات پیش آتے ہیں جنکو اگر محفوظ رکھا جائے اور تحریر میں لایا جائے تو نہ صرف اس کے لئے بلکہ بہت سے اور لوگوں کے لئے مفید و بابرکت ثابت ہوں۔ بعض دفعہ ایک چھوٹی سی بات بڑے بڑے نتائج پیدا کرتی اور ایسے ایسے ثمرات اس سے نکلتے ہیں کہ جو سننے والے کے لئے خضرراہ ہو جاتے ہیں مسیحیوں میں پہاڑی وعظ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا پر مغز اور پر معارف وعظ سمجھا جاتا ہے کہ جس کے مقابل میں دنیا کی کوئی تحریر اور نوشتہ نہیں ٹھہر سکتا۔ اور وہ انیس سو (۱۹۰۰) سال سے اب تک اسے پڑھتے ہیں اور اس کی لطافت اور نزاکت پر سر دھنتے ہیں۔ مسیحؑ نے نہ معلوم کن جذبات اور کن خیالات کے ماتحت وہ الفاظ کہے ہونگے۔ مگر مسیحیوں کے نزدیک آئندہ آنے والے خطرناک اور مہیب راستوں میں اور قبر کے اندھیروں اور حشر و نشر کے تشویش افزا میدان میں وہ ایک ایسا دوست اور رہنما ہے کہ جس پر عمل کر کے انسان ہر قسم کے دکھوں اور مصیبتوں سے بچ سکتا ہے۔

مجھے بھی پچھلے دنوں پہاڑ پر جانے کا اتفاق ہؤا۔ اور وہاں پنجاب کے ایک مشہور و معروف پادری صاحب سے ہمکلامی کا موقعہ ملا۔ چونکہ وہ گفتگو جو میرے اور پادری صاحب کے درمیان ہوئی میرے خیال میں صراط مستقیم کے متلاشیوں کے لئے کسی صورت میں پہاڑی وعظ سے کم نہیں اور چونکہ احد المتکلمین ایک مسیحی صاحب ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں بھی اس گفتگو کا نام پہاڑی وعظ ہی رکھوں امید ہے کہ پادری صاحبان مندرجہ بالا وجوہات پر غور کرتے ہوئے اس پر اظہار ناپسندیدگی نہ فرمائیں گے۔

عصر کے بعد حسب معمول میں اور میرے دوست ڈلہوزی سے بیلون کی طرف سیر کے لئے

گئے۔ شام کے وقت گھر کو واپس آتے ہوئے راستہ میں ایک طویل القامت کثیر اللحیہ پادری صاحب سڑک پر جاتے ہوئے ملے۔ مجھے خیال آیا کہ یہ پادری صاحب نہ معلوم کہاں سے اور کن کن امیدوں کو ساتھ لئے ہوئے اس دور دراز گوشہ میں پڑے ہوئے پہاڑ پر تشریف لائے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ ان سے مل کر ان کی کوششوں کی داد دی جائے۔ اس لئے میں نے سید عبدالحی صاحب عرب مولوی فاضل کو جو اس وقت میرے ہمراہ تھے کہا کہ وہ پادری صاحب سے بڑھ کر دریافت کریں کہ ہم ان کی کوٹھی پر ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ اسے ناپسند تو نہ فرمائیں گے۔ پادری صاحب نے اس بات پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور ہمیں مسیحیت کا شکار سمجھ کر بڑی خوشی سے ملاقات کی اجازت دی۔ اور بتادیا کہ آپ کی کوٹھی بائیں جانب پوسٹ آفس کے نیچے ہے اور یہ کہ ہم جس وقت چاہیں ان سے مل سکتے ہیں۔

دوسرے تیسرے روز پادری صاحب ہم کو ڈلہوزی کے بازار میں کتابوں کا ایک بنڈل ہاتھ میں لئے ہوئے نظر آئے جو قریباً تمام کی تمام اسلام کے خلاف تھیں اور اسی غرض سے لکھی گئی تھیں کہ نادان اور جاہل مسلمانوں کو پھسلا کر دائرہ اسلام سے خارج کر کے مسیح کی بھیڑوں میں شامل کیا جائے پادری صاحب نے عند الملاقات دو رسالے ہمیں بھی دیئے۔ جن میں اسلام اور اس کے بانی پر مختلف پیرایوں میں حملے کئے گئے تھے۔ انہیں پڑھ کر میری طبیعت میں اور بھی جوش آیا کہ پادری صاحب سے مل کر ضرور چند باتوں کا تصفیہ کرنا چاہیئے۔

اس اتفاقی ملاقات کے دوسرے یا تیسرے دن فرصت نکال کر میں اور دو اور دوست پادری صاحب کی ملاقات کے لئے گئے۔ نصف گھنٹہ کی تلاش کے بعد پادری صاحب کی کوٹھی کا پتہ لگا۔ جو ایک ایسی پر فضا اور خوبصورت مقام پر بنی ہوئی تھی کہ اس کو دیکھ کر بے اختیار مسیح کا وہ قول یاد آتا تھا کہ دولت منداس وقت تک خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ گزر جائے ڈلہوزی پر بہت ہی عمدہ کوٹھیاں ہیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات پر بنی ہوئی ہیں لیکن ایسی خوبصورت اور دلکش جگہ کسی کو بھی میسر نہیں آئی اور صرف مشن ہی کی کوٹھی ہے کہ جس کو ایسی دلربا سینری میں واقع ہونے کا فخر حاصل ہے۔ چونکہ پہلے روز عرب صاحب ہی پادری صاحب کو ملے تھے اس لئے انہی کو آگے کیا گیا کہ اجازت حاصل کریں پادری صاحب برآمدے میں ہی کھڑے تھے دیکھ کر بڑے تپاک سے ملے اور اندر لے گئے اور ملاقات کے کمرے میں ہم تینوں کو بٹھا کر ایک دومنٹ کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ واپس آنے پر پادری صاحب نے

حسب معمول مختلف واقعات پر گفتگو شروع کی۔ اور انگلستان کی موجودہ حالت پر باتیں ہوتی رہیں۔ اسی دوران میں معلوم ہوا کہ پادری صاحب ۳۵ سال سے کام کر رہے ہیں۔ اور گجرات وزیر آباد سیالکوٹ میں مدت مدید تک آپ نے مشن کی خدمات کی ہیں۔ اور آجکل ایک سال سے پونہ میں ہیں۔ ان پادری صاحب کا نام لیکسن ہے۔ چونکہ ہمارے رسالہ کے بہت سے ناظرین جو سیالکوٹ گجرات اور وزیر آباد سے تعلق رکھتے ہیں آپ سے واقف ہوں گے جیسا کہ ہم نے باہر سنا تھا ہم نے عند الملاقات پادری صاحب کو بہت ہی خلیق اور نرم پایا۔

ادھر ادھر کی گفتگو کے بعد پادری صاحب نے گفتگو کا رخ مسیحیت کی طرف پھیرا اور چاہتے تھے کہ مسیحیت کے متعلق طول طویل تفصیلات میں ہم کو لے جائیں۔ اور جو احسانات مسیحیت نے یورپ پر کئے ہیں ہمارے سامنے بیان کریں۔ لیکن چونکہ وقت کم اور فرصت قلیل تھی میں نے عرض کی کہ ہم سردست تثلیث کے متعق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں جس کی پادری صاحب نے بڑی خوشی سے اجازت دی۔

یہ گفتگو گو کہ دو گھنٹے تک رہی لیکن جہاں تک محفوظ رہ سکی اسے ہم یہاں درج کرتے ہیں اور جس طرح سوال و جواب کے پیرایہ میں ہوئی اسی طرح لکھتے ہیں چونکہ میں نے جاتے ہی پادری صاحب سے عرض کر دیا تھا کہ میں آپ سے جو گفتگو کروں گا وہ طالب حق ہونے کی حیثیت سے کروں گا نہ کسی مذہب کے پیرو ہونے کی حیثیت سے۔ اس لئے میں مندرجہ ذیل گفتگو میں اپنے نام کی جگہ طالب حق کا لفظ استعمال کروں گا۔

طالب حق۔ پادری صاحب آپکا تثلیث کے متعلق کیا خیال ہے؟

پادری صاحب۔ میرا خیال ہے کہ تثلیث تین اقنوم کا نام ہے ایک اقنوم خدا باپ‘ ایک اقنوم مسیح بیٹا‘ اور ایک روح القدس اور میں ان تینوں کی خدائی کا قائل ہوں۔

طالب حق۔ پادری صاحب آپ کی اقنوم سے کیا مراد ہے۔

پادری صاحب۔ مسکرا کر اقنوم آپ ہی کی زبان کا لفظ ہے۔

طالب حق۔ بیشک ہماری زبان کا لفظ ہے لیکن ہم خدا تعالیٰ کی نسبت اس لفظ کا استعمال نہیں کرتے۔ اس لئے جب خدا تعالیٰ کی نسبت یہ لفظ استعمال ہو تو ہمیں اس کے معنے سمجھنے میں دقت ہوتی ہے۔

پادری صاحب۔ میں تو اور اس کے لئے کوئی لفظ تجویز نہیں کر سکتا۔

طالب حق -اگر آپ اردو یا عربی میں اس کے لئے کوئی اور لفظ تجویز نہیں کر سکتے تو انگریزی میں ہی سہی-

پادری صاحب - انگریزی میں ہم اس کے لئے پرسونیلیٹی (Personality) استعمال کرتے ہیں ☆

طالب حق - میں نے ایک امریکن پادری سے دریافت کیا تھا تو انہوں نے اس کے معنے کیپیسٹی کے بتائے تھے *(Capacity)-

پادری صاحب- نہیں نہیں-اس کے معنے پرسونیلیٹی کے ہیں-

طالب حق- مجھے تو نہ اقنوم کے معنے سمجھ آتے ہیں اور نہ پرسونیلیٹی کے-میں تو آپ سے کھول کر پوچھنا چاہتا ہوں- آپ یہ فرمائیے کہ یہ تینوں کیا حیثیت رکھتے ہیں مثلاً یہی کہ دنیا کا خالق کون ہے-

پادری صاحب- آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محبت ہے-اس میں محبت کا مادہ ہے وہ چاہتا ہے کہ کسی چیز سے محبت کرے اور یہ تمام دنیا کی چیزیں فانی ہیں-اصلی نہیں ہیں اس لئے ضروری تھا کہ ایک ایسا وجود ہو تا کہ جس سے خدا محبت کرتا- سو اس لئے بیٹے کی ضرورت تھی اور اس کو تو آپ بھی مانتے ہوں گے کہ اگر کوئی ایسا وجود نہ ہو کہ جس سے خدا محبت کرے تو وہ محبت فضول جائے گی-

طالب حق -پادری صاحب آپ نے بہت ہی معقول بات فرمائی ہے لیکن میں اس وقت تثلیث کو سمجھنا چاہتا ہوں نہ کہ تثلیث کی ضرورت کو- میرا سوال تو یہ تھا کہ یہ دنیا کس طرح پیدا ہوئی-اور کس نے کی-

پادری صاحب- کلمے سے پیدا ہوئی- خدا نے کی-

طالب حق- کلمہ دنیا بن گیا-اور یہ دنیا اسی کا حصہ ہے یا خدا نے حکم دیا-اور وہ ہو گئی-

پادری صاحب - مسکرا کر او ہو ہمارا یہ خیال نہیں ہے کہ دنیا نیست سے پیدا ہوئی- یہ آریوں کا خیال ہے مجھ سے ایک دفعہ ایک آریہ ملا تھا- اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ دنیا کس طرح پیدا ہوئی نیست سے ہست کس طرح ہو سکتا ہے- میں نے اسے جواب دیا کہ ہمارا ہرگز یہ مذہب

☆پرسونیلیٹی کے معنی ذات اقنوم کے معنی اصل ناظرین غور فرمادیں-

*حیثیت

نہیں۔ کہ نیست سے ہست ہؤا۔ خدا نے حکم کیا ہو جا وہ ہو گئی ہم نہیں مانتے کہ اس نے نیست کو کہا کہ تو کچھ بن جا۔

طالب حق۔ اوہو آپ نے بہت اچھا جواب دیا۔ اور بہت لطیف بات کہی لیکن میری عرض یہ تھی کہ کلمہ سے دنیا پیدا ہوئی۔ یا خدا کے امر پر دنیا موجود ہو گئی۔

پادری صاحب۔ ہاں کلمہ مسیح ہے انجیل میں لکھا ہے کہ ابتداء میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اس کے ہوئی۔ زندگی اس میں تھی۔ اور وہ زندگی انسان کا نور تھی۔ اس سے معلوم ہؤا کہ ابتداء میں خدا کے ساتھ مسیح تھا اور مسیح سے دنیا پیدا ہوئی۔ آپ کے مذہب اسلام میں بھی مسیح کو کلمہ کہا گیا ہے۔ کیا میں آپ کو اس کی نسبت کچھ سناؤں۔

طالب حق۔ پادری صاحب میں نے آپ سے ابتداء ہی میں عرض کر دیا تھا کہ میں ایک ایسے انسان کی حیثیت سے آپ کے پاس آیا ہوں جس کی نظر میں تمام مذاہب برابر ہیں۔ اور گو میں مسلمان ہوں لیکن اس وقت میں ایسے پیرایہ میں گفتگو کروں گا گویا کل مذاہب ابھی میرے زیر تحقیق ہیں اس لئے آپ ابھی انجیل کی نسبت کلام فرماویں۔ اگر قرآن شریف کی تحقیقات کی ضرورت ہوگی تو میں کسی مولوی کے پاس جاؤں گا۔ قرآن شریف کی تحقیقات کے لئے مجھے کسی پادری کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ وید کی نسبت میں پنڈت سے پوچھوں گا۔ قرآن شریف کی نسبت کسی مولوی سے۔ اور بائبل کی نسبت پادری صاحب سے تحقیقات کروں گا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں بائبل سمجھنے کیلئے کسی مولوی کے پاس جاؤں اور قرآن شریف سمجھنے کے لئے کسی پادری کے پاس۔ آپ اس وقت بائبل سے کلام فرمائیں۔

پادری صاحب۔ مسکرا کر۔ ہاں تو بیشک آپ بائبل کی نسبت سوال کرتے ہیں۔ بائبل سے جیسا کہ میں نے بتلایا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کلام سے دنیا پیدا ہوئی۔

طالب حق۔ تو پادری صاحب آپ تثلیث کے کیوں قائل ہیں۔ کلام ایک صفت ہے اور خدا میں بیسیوں صفات پائی جاتی ہیں دیکھتا ہے، سنتا ہے، قادر ہے، علیم ہے، خالق ہے۔ آپ صرف صفت کلام کو ہی کیوں خدا قرار دیتے ہیں۔ آپ کل صفات الٰہیہ کو ابنائے الٰہیہ قرار دیں۔ آپ کے مذہب کے رو سے تو صرف تثلیث پر ہی کفایت نہیں کی جا سکتی۔

پادری صاحب۔ اوہو آپ کو غلطی لگ گئی ہے کیا آپ خدا کے کلام کو انسانی کلام سمجھتے

ہیں- اس بات کو تو آپ بھی مانتے ہیں کہ خدا میں اور انسان میں مشابہت نہیں ہے کلام صفت نہیں کلام قدرت ہے-

طالب حق- پادری صاحب کلام وہ ذریعہ ہے کہ جس سے ہم اپنا مافی الضمیر دوسرے پر ظاہر کرتے ہیں یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ میں اور ہم میں بہت فرق ہے وہ خالق ہے اور ہم مخلوق ہیں لیکن جیسے انسان کے دیکھنے کی طاقت، سننے کی طاقت اور اس کے علم کو آپ لوگ صفات انسانی قرار دیتے ہیں- اسی طرح خدا تعالیٰ کی بھی ان طاقتوں کو صفات ہی قرار دیتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ خدا کی صفت علم کو یا صفت سمع کو تو آپ صفت قرار دیں اور صفت کلام کو اس بناء پر کہ خدا اور انسان میں بہت فرق ہے دوسری ذات قرار دیں- آپ جانتے ہیں کہ ہم زبان سے زید کو حکم دیتے ہیں کہ تو آ- اور وہ آجاتا ہے ہمارے مافی الضمیر کے اظہار کا یہی طریقہ ہے لیکن ہم اپنے اس کلام کو اپنے جیسا انسان قرار نہیں دیتے- نہ یہ کہتے ہیں کہ ہم دو ہیں- ایک ہم اور ایک ہمارا کلام- اور اگر ایسا ہو تو کلام کو ایک ذات قرار دینا اور سمع و بصر کو نہ قرار دینا ترجیح بلا مرجح ہوگا- پھر علاوہ ازیں آپ صرف اس کلام کو جس کے واسطے دنیا پیدا کی گئی- کیوں خدا کہتے ہیں- کیوں توریت اور انجیل اور دیگر صحف انبیاءؑ کو خدا قرار نہیں دیتے- اگر آپ خدا کی صفات سمع و بصر و علم کو خدا قرار نہیں دیتے- تو آپ کم از کم انجیل یوحنا کے ماتحت کہ "ابتداء میں کلام تھا- اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا" انجیل و توریت کو اور دیگر صحف انبیاءؑ کو خدا قرار دیں-

پادری صاحب- مسکرا کر- نہیں نہیں ہم انجیل توریت کو خدا نہیں مانتے ہمارے مذہب میں ایسا جائز نہیں- اور ہم تو کلام کو صفت قرار نہیں دیتے- بلکہ ایک ذات قرار دیتے ہیں-

طالب حق- تو آپ کلام کو کیا سمجھتے ہیں-

پادری صاحب- قدرت

طالب حق- جناب نے فرمایا کہ ہم کلام کو قدرت سمجھتے ہیں- لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قدرت بھی کوئی علیحدہ ذات نہیں- مثلاً میرے ہاتھ میں پکڑنے کی قدرت ہے- یہ قدرت میرے ارادے کے ماتحت ہے- اس میں خود کوئی علم نہیں- جب ہاتھ کو حکم دیتا ہوں کہ تو پکڑ تو وہ پکڑ لیتا ہے- اسی ہاتھ سے میں مفید اور مضر سے مضر چیز کو پکڑ سکتا ہوں- اور میرے علم اور ارادے کے ماتحت میرے ہاتھ کو جس چیز کو میں حکم دوں پکڑنا ہوگا- مثال کے طور پر یہ چیز میرے سامنے پڑی ہوئی ہے بس اپنے ہاتھ کو حکم دیتا ہوں کہ تو اس کو پکڑ چنانچہ اس نے میرے ارادے کے ماتحت اس

کو پکڑ لیا- لیکن خود میرے ہاتھ کے پکڑنے میں تو کوئی علم نہیں- اگر آپ مسیح کو قدرت بھی قرار دیں اور کلام کا دوسرا نام قدرت رکھیں- تب بھی تو مسیح کوئی علیحدہ ذات قرار نہیں پا سکتا- ورنہ ہر ایک چیز میں کچھ نہ کچھ قدرت ضرور ہوتی ہے- تو اس طرح ہر ایک ذات کو دو ذاتیں قرار دینا پڑے گا اور دوسرے اس صورت میں یہ بھی لازم آتا ہے کہ مسیح علم اور ارادے سے خالی تھا کیونکہ جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں کہ قدرت صفت علم وارادہ کے بکلی ماتحت ہوتی ہے اس صورت میں مسیح خدا کے علم وارادہ کے بکلی ماتحت ہؤا- اور وہ چیز جو علیم وقدیر ہستی کے ہاتھ میں ایک ہتھیار کے طور پر ہو- اور خود اس کا کوئی دخل نہ ہو وہ خدا نہیں کہلا سکتی- خدا تو وہی ہے جو علیم وقدیر ہو- اور تمام نقائص سے مبرّا اور خوبیوں سے متصف ہو-

پادری صاحب- ہم تو مسیح کو علم سے خالی نہیں سمجھتے مسیح ضرور علیم ہے-

طالب حق- یہ بے شک درست ہے کہ آپ مسیح کو ایک علیم ہستی مانتے ہیں اور گو مسیح انجیل میں اپنے علم کا منکر ہے مگر اس وقت مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں- میں آپ ہی کی بات کو مانتا ہوں- اور چونکہ مسیح خدا ہے اس لئے ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے لیکن یہ اعتقاد کی بات ہے اور جیسا کہ پہلے بیان کر آیا ہوں آپکی خدمت میں ایسے انسان کی حیثیت سے حاضر ہؤا ہوں جس نے عام دنیا کے اعتقادوں کو دیکھ کر فیصلہ کرنا ہے کہ کونسا اعتقاد سچا ہے اور چونکہ ایسا متلاشی کسی کتاب کا قائل نہیں ہوتا ضروری ہے کہ اس کے سامنے عقلی دلائل پیش کئے جائیں- اور جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں مسیح کو اگر کلمہ مان لیا جاوے تو اول تو وہ ایک صفت اور پھر علم سے خالی ثابت ہوتا ہے اور چونکہ میں عقلی دلیل سے ہی فائدہ اٹھا سکتا ہوں اس لئے ضرور ہے کہ یا تو سرے سے مسیح کے کلمہ ہونے کا ہی انکار کردوں یا آپ کے قول کو مانتے ہوئے اسے کلمہ تو قرار دوں لیکن علم سے خالی-

پادری صاحب- بیشک عقل تو یہی کہتی ہے لیکن انجیل اس بات کو نہیں مانتی-

طالب حق- تو کیا عقل کی رو سے تثلیث کا ماننا ناممکن ہے-

پادری صاحب- اس میں کیا شک ہے کہ عقل انسانی ہستی باری کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتی-

طالب حق- جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے عقل ہی ایک سمجھ کا ذریعہ بنایا ہے تو بغیر عقل کے ہم کسی بات کو مان کیونکر سکتے ہیں- بے شک بعض باتیں عقل سے بالا ہوتی ہیں لیکن کوئی الٰہی مذہب اپنے پیرؤوں سے خلاف عقل باتیں نہیں منواتا- میں اس بات میں آپ سے متفق ہوں کہ ذات الٰہی کی کنہ کو سمجھنا انسانی عقل کا کام نہیں- کیونکہ وہ محدود ہے مگر یہ ضروری ہے کہ جن باتوں کو ماننا

مدار نجات ہے وہ انسانی عقل کی پہنچ کے اندر ہونی چاہئیں۔ کیونکہ اگر بعض ایسی باتیں مدار نجات قرار دے دی جائیں جو عقل کے خلاف ہوں۔ تو انسان کے لئے نجات کا دروازہ بالکل بند ہو جائے گا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لانا نجات کیلئے ضروری ہے تو ہستی باری کا ثبوت ضرور ایسا ہونا چاہیئے جو عقل کے خلاف نہ ہو اور ہم دیکھتے ہیں کہ واقعی انسانی عقل مختلف ذرائع سے اس بات پر مجبور ہے کہ ہستی باری کو مانے۔ اور خلاف اس کے اللہ تعالیٰ کے وجود کی کیفیت انسان کے دماغ میں نہیں آسکتی۔ اس لئے اس کو الٰہی مذہب چھیڑتے تک نہیں۔ ہاں جو حصہ صفات الہیہ کا تھا۔ چونکہ وہ سمجھ میں آسکتا تھا اس لئے وہ بیان بھی کر دیا گیا پس چونکہ تثلیث کا مسئلہ آپ کے مذہب کی رو سے نجات کا جزو اعظم ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ یہ ایسے پیرایہ میں بیان کیا جاتا جس کو عقل انسانی سمجھ سکتی۔

پادری صاحب - بیشک عقل یہی کہتی ہے لیکن تثلیث کے ماننے سے پہلے انجیل کا ماننا ضروری ہے۔

طالب حق - انجیل کو انسان تب مانے جب اصول مسیحیت ثابت ہو جائیں۔ ان مسائل کے حل ہونے سے پہلے انسان انجیل کو کب مان سکتا ہے۔

پادری صاحب - جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ انجیل کے ماننے سے پہلے ان مسائل کا سمجھنا مشکل ہے۔

طالب حق - بہت اچھا۔ آپ اس مسئلہ کو تو عقلی طور پر حل نہیں کر سکتے۔ یہی فرمایئے۔ موجودہ زمانے میں اس تمام دنیا کا انتظام کس کے سپرد ہے۔ خدا باپ کے یا خدا بیٹے کے۔

پادری صاحب - انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوقات کا انتظام مسیح یعنی بیٹے کے سپرد ہے۔

طالب حق - تو کیا خدا باپ دنیا کو کلمہ کی معرفت پیدا کرنے کے بعد خالی بیٹھا ہے۔

پادری صاحب - نہیں صفات الٰہیہ کا تعطّل تو جائز نہیں۔ تمام جہان کا انتظام وہی کرتا ہے۔

طالب حق - پادری صاحب۔ ابھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ بیٹا انتظام کرتا ہے۔ اب اس بات کے تین پہلو ہو سکتے ہیں۔ یا تو یہ کہ ایک معطّل ہے اور ایک کام میں لگا ہوا ہے اس صورت میں ایک خدا کی صفات پر تعطّل ثابت آئے گا جو جائز نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں بانٹ کر کام کرتے ہیں۔ اس صورت میں یہ ماننا پڑے گا کہ ایک خدا سارا کام نہیں کر سکتا۔ بلکہ دونوں خدا اپنے اپنے حصہ کا کام نپٹاتے ہیں۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ پر نعوذ باللہ محدودیت کا الزام ثابت ہوتا

ہے۔ اور اگر یہ مانا جائے کہ دونوں ملے جلے سارا کام کر رہے ہیں تو اس صورت میں بھی یہ الزام آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ بیہودہ کام میں لگا ہوا ہے۔

پادری صاحب۔ میں آپ کو ابھی بتا چکا ہوں کہ یہ مسائل عقل میں نہیں آسکتے بلکہ خدا کے کلام انجیل پر ایمان لانے کے بعد سمجھ میں آسکتے ہیں۔

طالب حق۔ جبکہ بنیادی اصول ہی سمجھ میں نہ آئیں تو ہم انجیل کو کیونکر جانیں اور چونکہ آپ مسئلہ تثلیث کو خود عقل کے خلاف تسلیم فرماتے ہیں اس لئے اب ہمیں اجازت دیجئے کیونکہ زیادہ گفتگو فضول ہے۔ ہمیں کچھ اور بھی مسائل پوچھنے تھے مگر اس کے لئے پھر کسی وقت آئیں گے۔

پادری صاحب۔ ذات باری کی نسبت عقل فیصلہ نہیں کر سکتی۔ ہمارا بڑا اصول کفارے کا مسئلہ ہے اور اسی پر ہم زیادہ زور دیتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ پھر کسی وقت تشریف لا کر اس مسئلے پر گفتگو فرمادیں گے۔

اس بات کا وعدہ کرنے کے بعد ہم پادری صاحب سے رخصت ہو کر اپنے گھر واپس آئے اور دیر تک پادری صاحب کے ان جوابوں پر حیران و ششدر رہے۔